

والدین کے حقوق اور ان کی اطاعت

حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف صاحب مدظلہ العالی

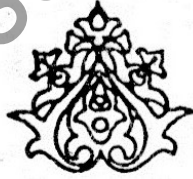
میمرا سبلا مک باسری

والدین کے حقوق

اور

ان کی اطاعت

حضرت مولانا مفتی عبدالرزاق صاحب سکھوئی مدظلہ



منبسط و ترتیب
محمد عبد اللہ نعیم

مِیْمَرِ اِسْلَامِکُ بَلِیْسُ ع

دکان نمبر 29، نادب جو محل مسجد، کونہ، لیاقت آباد، کراچی۔

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	عنوان
۵	اللہ تعالیٰ اور بندوں کے حقوق
۶	حقوق کی ادائیگی دین کا حصہ ہے
۶	اداء حقوق کی فکر
۷	تین رجسٹر
۱۱	والدین کے حقوق اور ہماری کم علمی
۱۳	جمع ہونے کا مقصد
۱۵	اہم بات جو دل سے دل میں اتری
۱۶	نیک اولاد پر والدین کا حق
۱۷	۱۲ مرتبہ سورۃ اخلاص کا ثواب
۱۷	والدین کے لئے دعا
۱۹	والدین عظیم نعمت ہیں

۲۰	سوج کا ثواب
۲۱	والدین کے چند حقوق
۲۳	بچپن اور بچپن
۲۳	ایک بوڑھے کا عبرتناک واقعہ
۲۵	اولاد کو والدین کی تکالیف کا اندازہ نہیں
۲۷	جوانی اور متکبر کا حال
۲۹	والدین کی دعا کا عجیب واقعہ
۳۲	عبرتناک واقعہ
۳۷	ماں اور بیوی دونوں کا حق ادا کریں
۳۸	گناہ میں والدین کی اطاعت جائز نہیں
۳۹	ایذا رسانی سے بچیں
۳۹	اداء حق کا طریقہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط
والدین کے حقوق اور ان کی اطاعت

الْحَمْدُ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِينُهُ وَ
نَسْتَغْفِرُهُ وَنُؤْمِنُ بِهِ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ
وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ
سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا - مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا
مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ
وَنَشْهَدَانِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ
لَا شَرِيكَ لَهُ وَنَشْهَدَانِ سَيِّدَنَا وَنَبِيَّنَا
وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدَهُ وَرَسُولَهُ صَلَّى
اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ
وَبَارَكَ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا - أَمَّا بَعْدُ!
فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ
اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ

وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ط (سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۲۳)

اللہ تعالیٰ اور بندوں کے حقوق

میرے قابل احترام بزرگوں اور محترم خواتین! اللہ جل شانہ نے ہمیں جو احکام دیئے ہیں، اُن کی دو قسمیں ہیں، بعض احکام حقوق اللہ کہلاتے ہیں اور بعض احکام حقوق العباد کہلاتے ہیں۔ حقوق العباد اور حقوق اللہ یہ دونوں ہی اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے احکام ہیں اور دونوں ہی ہمارے دین کا حصہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق کی بڑی تفصیل ہے جیسے نماز پڑھنا، روزہ رکھنا، حج کرنا، زکوٰۃ دینا، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچنا، فسق و فجور سے بچنا اور دیگر فرائض و واجبات کو ادا کرنا۔ اسی طرح حقوق العباد کی بھی بڑی تفصیل ہے، جیسے ماں باپ کے حقوق، اولاد کے حقوق، شوہر کے حقوق، بیوی کے حقوق، پڑوسیوں کے حقوق، رشتہ داروں کے حقوق، عام مسلمانوں کے حقوق، اپنے ماتحت نوکروں اور غلاموں کے حقوق، اور اپنے سے درجہ میں جو اوپر ہوں ان کے حقوق ادا کرنا، مثلاً جیسے ہمارا کوئی افسر ہے، یا ہمارا کوئی اور ذمہ دار ہے، کوئی صاحب منصب ہے، اس کے

حقوق شریعت کے مطابق ادا کرنا، یہ حقوق العباد کہلاتے ہیں۔

حقوق کی ادائیگی دین کا حصہ ہے

حقوق اللہ ہوں یا حقوق العباد، یہ سب شریعت کا حصہ ہیں، اور ان سب کو ادا کرنے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے، اور ان سب کو ادا کرنا سراپا دین ہے۔ ہمارا دین صرف نماز روزہ تک محدود نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ کے حقوق کو ادا کرنا جس میں اس کی نافرمانی سے بچنا بھی ہے، اور اللہ پاک نے اپنے بندوں کے جو حقوق مقرر فرمائے ہیں، شریعت کے مطابق ان کو ادا کرنا بھی دین کا حصہ ہے۔ اور جب تک آدمی اللہ تعالیٰ اور بندوں کے حقوق ادا نہ کرے، اس وقت تک وہ پورا مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں ہے، اور اس کو اللہ تعالیٰ کی کامل رضا حاصل ہونا مشکل ہے۔ لہذا ہمیں دین کے تمام تقاضوں کو اپنے عمل میں لانے کی فکر کرنی چاہئے۔

اداء حقوق کی فکر

نماز پڑھنے اور روزہ رکھنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے دیگر حقوق کو بھی ادا کرنے کا اہتمام کرنا چاہئے، اور اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے بندوں کے حقوق کو بھی ادا

کرنے کا اہتمام کرنا چاہئے، بلکہ بعض اعتبار سے بندوں کے حقوق کی ادائیگی کا معاملہ زیادہ اہم ہے اور اس کی طرف زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق میں اگر کوئی کوتاہی ہوئی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی معافی کی قوی امید ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ بڑے مہربان اور نہایت رحم والے ہیں، وہ تو بندے کے کہے بغیر ہی اس کی کوتاہیاں معاف کرتے رہتے ہیں، اگر بندہ ان سے معافی مانگے اور سچی توبہ کرے اور توبہ کے جو آداب و شرائط ہیں، انہیں بجالائے تو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتے ہیں۔

لیکن اگر کسی بندہ کی کوتاہی اور حق تلفی کی یا اس پر ظلم کیا یا کوئی زیادتی کی تو اس کی اس وقت تک توبہ مکمل نہیں ہوگی جب تک وہ بندہ معاف نہ کر دے جس کی حق تلفی کی گئی ہے، لہذا جب تک اس سے معافی نہ مانگیں یا اس کا حق ادا نہ کریں، اس وقت تک توبہ مکمل نہ ہوگی۔

تین رجسٹر

اس بارے میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنا ایک قاعدہ اور

ضابطہ مقرر فرمایا ہے جو بہت مضبوط ہے۔

چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں قیامت کے دن تین رجسٹر ہوں گے۔

..... ❁ ایک رجسٹر ایسا ہوگا کہ اس میں جو کچھ لکھا ہوگا، اللہ تعالیٰ اسے ہرگز ہرگز معاف نہیں فرمائیں گے، العیاذ باللہ! اللہ تعالیٰ ذرہ برابر اس میں رعایت اور نرمی کا معاملہ نہیں فرمائیں گے، اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے محفوظ رکھیں۔ آمین۔

..... ❁ ایک رجسٹر ایسا ہوگا کہ اس میں جو کچھ لکھا ہوگا، اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ چاہیں گے تو معاف فرما دیں گے، چاہیں گے تو بدلہ لے لیں گے، اس میں معافی کی امید بہت زیادہ ہے، اور اللہ تعالیٰ اس میں بہت ہی درگزر اور نرمی کا معاملہ فرمائیں گے۔

..... ❁ تیسرا رجسٹر ایسا ہوگا کہ اس میں جو اعمال درج ہوں گے اور جو کوتاہیاں لکھی ہوئی ہوں گی، اللہ تعالیٰ اس کا بدلہ پورا پورا دلوائیں گے۔

پہلے رجسٹر سے مراد یہ ہے کہ اس میں بندوں کا کفر و شرک لکھا ہوا ہوگا، العیاذ باللہ، مثلاً اگر کسی بندہ نے اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات میں کسی کو شریک ٹھرایا ہوگا یا اس نے دنیا کے اندر کفر اختیار کیا

ہوگا، یعنی دنیا میں وہ کافر تھا اور اسی کفر و شرک کی حالت میں وہ دنیا میں رہا اور مرا، تو اس کے نامہ اعمال میں کفر و شرک لکھا ہوا ہوگا اور اس کی بخشش نہیں ہوگی، مغفرت نہیں ہوگی، وہ ہمیشہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔

دوسرا رجسٹر وہ ہوگا جس میں بندوں کی اللہ تعالیٰ کے حقوق میں کوتاہیاں لکھی ہوئی ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ کے جو حقوق ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جو فرائض واجبات بندوں پر مقرر کئے ہیں جیسے نماز، روزہ، حج وغیرہ، ان میں بندوں نے جو کوتاہیاں کی ہوں گی وہ اس رجسٹر میں درج ہوں گی۔ اس رجسٹر کے بارے میں اللہ تعالیٰ چاہیں گے تو سزا دیں گے اور چاہیں گے تو معاف فرمادیں گے، درگزر فرمادیں گے۔ بہر حال! اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ جو حقوق وابستہ ہیں، اللہ تعالیٰ ان میں رعایت فرمائیں گے اور درگزر سے کام لیں گے، اور معاف فرمادیں گے، تاہم مواخذہ بھی فرما سکتے ہیں۔

تیسرا رجسٹر وہ ہوگا جس کے اندر بندوں کے حقوق میں جو کوتاہیاں کی گئی ہیں وہ لکھی ہوئی ہوں گی، حقوق العباد کی کوتاہیاں اور نافرمانیاں اس میں درج ہوں گی، کسی دن کسی انسان کو ناحق مار دیا، کسی کا ناحق پیسہ کھالیا، کسی کی بے عزتی کر دی، کسی پر تہمت لگا

دی، کسی پر الزام لگا دیا، کسی کو پریشان کر دیا، کسی کو تکلیف پہنچا دی، کسی کو ستایا، یہ ہیں بندوں کے حقوق کی کوتاہیاں، اس قسم کی کوتاہیاں اس رجسٹر میں لکھی ہوئی ہوں گی۔ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا عام دستور یہ ہوگا کہ وہ خود ان کو معاف نہیں فرمائیں گے بلکہ بدلہ دلوائیں گے یا جس بندہ کی اس میں حق تلفی لکھی ہوئی ہے، جب وہ بندہ معاف کر دے گا تو اللہ تعالیٰ بھی معاف فرمادیں گے۔ اور اگر وہ کہے کہ میں اپنا بدلہ لوں گا کہ اس نے میرے پیسے کھائے تھے، میری زمین دبائی تھی، اس نے میری بے عزتی کی تھی، میرے ساتھ بدتمیزی کی تھی، مجھے ستایا تھا، پریشان کیا تھا، دل دکھایا تھا، میں تو اس کا بدلہ لوں گا، مجھے بدلہ دلوائیں، تو اللہ تعالیٰ اس کو بدلہ دلوائیں گے، لہذا جب تک صاحب حق معاف نہیں کرے گا، اللہ تعالیٰ معاف نہیں فرمائیں گے، اور اگر وہ بدلہ مانگے گا تو اللہ تعالیٰ پورا پورا بدلہ دلوائیں گے، اس بارے میں اللہ تعالیٰ رعایت نہیں فرمائیں گے۔ یہ تین قسم کے رجسٹر ہیں جو قیامت کے دن ہوں گے، اس لئے بندوں کے حقوق کے اندر کوتاہی کرنا بڑی خطرناک بات ہے۔ لہذا جس بندہ کی حق تلفی کی ہے، اس کا حق ادا کرے یا اس سے معافی مانگے اور اللہ تعالیٰ سے بھی معافی مانگے تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرمادیں گے

اور اس طرح اس کی توبہ قبول ہو جائے گی، غرض یہ کہ بندوں کے حقوق کی ادائیگی کا زیادہ اہتمام اور خیال کرنا چاہئے۔
والدین کے حقوق اور ہماری کم علمی

بندوں کے حقوق میں سے آج میں آپ کے سامنے والدین کے کچھ حقوق کے بارے میں بیان کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ عام بندوں میں ان کا درجہ سب سے اونچا ہے، ان کا مقام سب سے بلند ہے، اس لئے ان کے حقوق کی ادائیگی کا معاملہ بھی بہت اہم ہے۔ ماں باپ کے حقوق ادا نہ کرنے کا آج عام مرض پایا جاتا ہے، ایک تو ماں باپ کے حقوق کا عام طور پر علم ہی نہیں ہے، اور علم اس لئے نہیں ہے کہ علماء صلحاء اور نیک لوگوں کی صحبت میں آنا جانا نہیں ہے، کیونکہ نیک مجلسوں میں نیک باتوں کا تذکرہ ہوتا ہے اور اس میں جہاں دین کی اور باتوں کا تذکرہ ہوتا ہے، حقوق العباد کا تذکرہ بھی آتا رہتا ہے تو نیک مجلس میں آئیں تو سنیں، اور سنیں تو پتہ چلے اور عمل ہو سکے۔

دوسرے دین کی کتابوں کے مطالعہ کا شوق بھی بہت کم ہے، اگر آدمی کسی نیک مجلس میں نہ جائے لیکن دین کی کتابوں کے مطالعہ کرنے کا معمول رکھے تو دین کی کتابوں میں یکے بعد دیگرے دین

کی تمام باتوں کا تذکرہ ہوتا ہے، چنانچہ جہاں نماز روزہ کے بارے میں کتابیں ہیں وہاں اردو میں والدین کے حقوق کے بارے میں بھی کتابیں ہیں۔ بہر حال مذکورہ دو باتوں کی وجہ سے بعض لوگوں کو معلوم ہی نہیں کہ والدین کے کیا حقوق ہیں، اس کی وجہ سے والدین کے حقوق میں کوتاہیاں ہوتی رہتی ہیں۔

ایک تیسری وجہ اور بھی ہے کہ ہمارے معاشرہ میں دین غالب نہیں ہے، بلکہ دین سے آزادی اور یورپ کی تقلید اور مغرب کا اثر ہمارے اوپر زیادہ حاوی ہے، تھوڑا بہت جو دین کا شوق رکھنے والے ہیں، وہ بے چارے تو کسی شمار میں نہیں ہیں، لیکن مجموعی طور پر اگر ہم اپنے معاشرہ کا جائزہ لیں تو بس مغربی ماحول میں پل رہے ہیں اور جوان ہو رہے ہیں اور بوڑھے ہو رہے ہیں اور مر رہے ہیں، اس ماحول کے اندر تو ماں باپ کے حقوق کی ادائیگی کا تصور ہی نہیں، اس کی بنیاد تو خود غرضی پر ہے، دنیا داری پر ہے، حب دنیا پر ہے، اللہ کی نافرمانی اور فسق و فجور پر ہے، جس معاشرہ کی بنیاد یہ ہو وہاں ماں باپ کے مقام کا کیا تصور ہوگا اور ان کے ساتھ کسی اچھے سلوک کا کیا خیال ہوگا، وہاں اچھا سلوک کرنے، خدمت کرنے، اطاعت کرنے کا تصور ہی نہیں، ایسے ماحول میں تو بڈھے خانہ بنے ہوئے ہیں،

جب ماں باپ کسی قابل نہ رہیں تو انہیں بڑھے خانہ میں داخل کر دو، وہاں خود ہی ان کی خدمت ہوتی رہے گی، اور اگر خدمت نہ ہوئی تو مرجائیں گے اور ختم ہو جائیں گے، اولاد کا ماں باپ سے کیا واسطہ اور ماں باپ کون ہوتے ہیں؟ العیاذ باللہ! مغرب زدہ معاشرہ میں ماں باپ کے حقوق ادا کرنے اور ان کی عزت کرنے کا کوئی تصور نہیں، اُسی کا ہمارے یہاں غلبہ ہو رہا ہے، اس وجہ سے بھی ماں باپ کے ساتھ آج بڑی زیادتیاں ہوتی ہیں اور ان کے حقوق میں بڑی کوتاہیاں ہوتی ہیں اور ان کی نافرمانیاں عام ہیں۔
جمع ہونے کا مقصد

اس وقت ہمارے یہاں جمع ہونے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ہم اپنا جائزہ لیں، اور جائزہ لے کر دیکھیں کہ ہم سے اس سلسلہ میں کوئی کوتاہی تو نہیں ہو رہی، ہم اس سلسلہ میں دین سے کہیں بے خبر تو نہیں، اور ہم اپنے ماں باپ کے حقوق کی ادائیگی میں کہیں غافل تو نہیں، اگر ہوں تو ہم اپنی اصلاح کر لیں، اپنی غفلت دور کر لیں، اپنی کوتاہی دور کر لیں اور ان کو دور کر کے اپنے ماں باپ کے حقوق کی ادائیگی کی فکر کریں۔ اور اب تک اگر ہم نے ان کی حق تلفی کی ہے، ان کو ستایا ہے، تکلیف دی ہے، پریشان کیا ہے، اور ابھی وہ زندہ

ہیں، تو ان سے معافی مانگ کر ان کو راضی کر لیں۔

اور اگر وہ وفات پا چکے اور اب ہمیں معلوم ہوا کہ ان کا اتنا بڑا مقام تھا اور اتنا اونچا درجہ تھا اور ان کو ستانے کا یہ عذاب اور وبال تھا اور ہم ان کو ستا چکے ہیں تو اب ہم کیا کریں؟ تو پہلے ایک پیارا شعر سن لیجئے۔ تو ملے تو کوئی مرض نہیں

نہ ملے تو کوئی دوا نہیں
اللہ تعالیٰ سے اگر کسی کا رابطہ ہو جائے تو ہر مشکل حل ہے، پھر کوئی مرض مرض نہیں، ہر مشکل کا حل موجود ہے، ماں باپ کے انتقال کے بعد بھی نافرمان اولاد کے لئے ماں باپ کی خدمت کرنے کا راستہ موجود ہے، وہ نافرمان اولاد جس نے زندگی بھر ان کو ستایا اور پریشان کیا، اور ماں باپ دنیا سے رخصت ہو گئے، اب اولاد کو احساس ہوا کہ ہائے ہم نے یہ کیا کیا؟ ہمیں ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا، ہمیں تو بجائے ستانے کے دل و جان سے ان کی خدمت کرنی تھی اور ان کی دعائیں لینی تھی، تو اس کا حل یہ ہے کہ اب ان کے لئے دل و جان سے استغفار کرنے میں لگ جاؤ، ان کے لئے مغفرت کی دعائیں کرتے رہو، بخشش کی دعائیں کرتے رہو، ایصالِ ثواب کرتے رہو، نفلی عبادات کا ثواب ان کو پہنچاتے رہو اور زندگی بھر

کے لئے اس کو اپنا وظیفہ اور معمول بنالو، پھر انشاء اللہ تعالیٰ جب قیامت میں اٹھو گے تو والدین کے فرمانبرداروں میں اٹھائے جاؤ گے۔

اہم بات جو دل سے دل میں اتری

ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ایک بات یاد آئی ہے، حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کتاب میں لکھا بھی ہے اور زبانی بھی میں نے سنا ہے۔

فرماتے تھے کہ جب میرے والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو میں والد صاحب کے پاس ہی موجود تھا، حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آنکھیں کھولیں اور فرمایا (ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا نام لیا) کہ محمد شفیع! میں ایک بات کہتا ہوں، میں نے کہا فرمائیے! فرمایا کہ ”بھول تو سب جایا کرتے ہیں مگر تم ذرا جلدی مت بھولنا“ اللہ اکبر!! کیسی اہم بات ارشاد فرمائی۔ چنانچہ ہمارے حضرت قدس سرہ اخیر عمر میں فرمایا کرتے تھے جبکہ حضرت کی عمر اسی (۸۰) سال ہو گئی تھی، فرماتے تھے کہ میرے والد صاحب نے یہ بات آج سے چالیس سال پہلے فرمائی تھی، لیکن آج بھی یہ میرے ذہن میں اس طرح نقش ہے جیسے ابھی فرمائی ہو،

کیونکہ اس کا عنوان ہی ایسا عجیب و غریب اور دل میں اتر جانے والا ہے جو ہمیشہ یاد رہتا ہے اور ان کے لئے مشغرت کی دعائیں اور ایصالِ ثواب ہوتا رہتا ہے۔

نیک اولاد پر والدین کا حق

اگر کسی اولاد نے ماں باپ کی فرمانبرداری کی ہے تب بھی ان کا حق ہے کہ ساری زندگی ان کو یاد رکھے اور دو کام تو ایسے ہیں کہ آدمی ماں باپ کا حق ادا کرنے کے لئے ان کی زندگی ہی میں شروع کر سکتا ہے۔

(۱) ایک کام یہ ہے کہ فجر کی نماز کے بعد روزانہ ۱۲ مرتبہ ”قل ہو اللہ“ پڑھ کر ان کو ایصالِ ثواب کرنے کا معمول بنالیا جائے، چاہیں والدین زندہ ہوں یا وفات پا چکے ہوں اس لئے کہ ایصالِ ثواب زندہ کے لئے بھی ہو سکتا ہے جیسے مردہ کے لئے ہو سکتا ہے، یہ تو ایک ہدیہ ہے، اور ہدیہ جیسے انسان زندہ کو دے سکتا ہے مردہ کو بھی دے سکتا ہے، ایسے ہدیہ میں مردہ اور زندہ دونوں برابر ہیں، اور اگر وفات پا چکے ہوں تو پھر تو یہ معمول ہونا ہی چاہئے، بارہ مرتبہ ”قل ہو اللہ احد“ پڑھ کر یوں کہہ دیا کرے کہ ”یا اللہ! اس کا ثواب میرے والدین کی روح کو پہنچا دیجئے“۔

اور اگر والدین زندہ ہوں تو ان کو ثواب پہنچانے کے لئے
یہ الفاظ کہہ دیا کریں کہ ”یا اللہ میرے والد اور میری والدہ کو اس کا
ثواب پہنچا دیجئے۔“

۱۲ مرتبہ سورۃ اخلاص کا ثواب

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جو آدمی فجر کی نماز کے بعد
بارہ مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے چار مرتبہ
قرآن شریف ختم کرنے کا ثواب عطاء فرماتے ہیں لہذا اگر کوئی شخص
بارہ مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھ کر والدین کو ثواب پہنچائے گا تو
والدین کی خدمت میں اتنا ثواب پہنچے گا۔
والدین کے لئے دعا

دوسرا کام یہ ہے کہ اُن کے لئے یہ دُعا کر لیا کریں۔!

یا اللہ! میرے والدین کی مغفرت فرما اور ان پر رحم فرما۔

قرآن شریف کی یہ دعا بھی بڑی پیاری دعا ہے:

رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيْنِي صَغِيرًا۔

اے اللہ! ان دونوں (والدین) پر اس طرح رحم

فرما جس طرح شفقت کے ساتھ انہوں نے

میری پرورش کی۔

یہ دعا جو اوپر گزری کہ یا اللہ! میرے والدین کی مغفرت فرما اور ان پر رحم فرما، اس کے بارے میں حدیث شریف میں یہ فضیلت آئی ہے کہ جو شخص ان الفاظ سے کسی بھی مرحوم مسلمان کے لئے دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ مرنے والے کی قبر میں پہاڑوں کے برابر ثواب پہنچا دیتے ہیں۔

اس دعا سے تو دعا کرنے والے کے مرحوم ماں باپ کی عید بقرہ عید آجائے گی اور وہ کہیں گے کہ ہمارا یہ بیٹا تھا تو بڑا نالائق اور نافرمان، لیکن اب تو یہ اجر و ثواب کے بڑے بڑے پارسل بھیج رہا ہے۔ اور وہ وہاں اس کے بڑے سخت محتاج ہوں گے، اور شاید وہ یہ دعائیں دینا شروع کر دیں کہ یا اللہ! اب یہ ٹھیک ہو گیا ہے، یا اللہ! اب یہ اسی ایصالِ ثواب کے کام میں لگا رہے، نماز پڑھتا رہے، روزہ رکھتا رہے، حج کرتا رہے، اور نیک کاموں میں لگا رہے۔ بہر حال! دیکھئے یہ دونوں کام کتنے آسان ہیں، کچھ مشکل نہیں، روزانہ بارہ مرتبہ قل ھو اللہ احد کا ثواب اپنے والدین کو پہنچا دیا کریں، ہر نماز کے بعد یا کم از کم فجر کی نماز کے بعد روزانہ پڑھ کر اس کا ثواب ان کو پہنچا دیا کریں۔

والدین عظیم نعمت ہیں

اگر کسی کے ماں باپ زندہ ہیں تو اس کو بہت بڑی دولت حاصل ہے، بہت بڑی نعمت اللہ تعالیٰ نے اس کو عطا فرما رکھی ہے، جتنا بھی وہ اس نعمت کی قدر اور احترام کر سکتا ہے اور ان کی خدمت کر سکتا ہے اور ان کی خدمت کر کے اپنی آخرت بنا سکتا ہے، اس میں دریغ نہ کرے، یہ نعمت چلی گئی تو پچھتانے کے سوا کچھ نہ ہوگا، ابھی بہت بڑی نعمت حاصل ہے۔ وہ بہت بڑی نعمت یہ ہے کہ حدیث شریف سے یہ بات ثابت ہے کہ اگر اولاد اپنے ماں باپ کے چہرہ پر ایک مرتبہ شفقت بھری نظر ڈالے، شفقت سے اور محبت سے ان پر نظر ڈالے کہ یہ میرے ماں باپ ہیں، میرے بہت بڑے محسن ہیں، دنیا میں میرے وجود میں آنے کا باعث ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کا بہت بڑا درجہ رکھا ہے، تو ایک شفقت بھری نظر ڈالنے پر اللہ تعالیٰ اس کو ایک مقبول حج کا ثواب عطا فرماتے ہیں۔ اللہ اکبر!!

آج کل ایک مرتبہ حج کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے، وہ بھی سال میں ایک مرتبہ، اس لئے کہ جس طرح سال میں ایک ہی مرتبہ رمضان آتا ہے، اسی طرح ایک ہی مرتبہ حج ہوتا ہے۔ پھر ہر

سال ہر آدمی حج کر بھی نہیں سکتا، اور اگر کرے بھی تو آسان کام نہیں، اس کے لئے وقت بھی چاہئے، پیسے بھی چاہئیں، صحت بھی چاہئے، اگر ان تینوں میں سے ایک چیز بھی کم ہو جائے تو حج مشکل ہو جائے گا، اگر کسی طرح کر بھی لے تو ہرج حج کا مقبول ہونا آسان نہیں، اور یہاں ایک ہی نظر پر ایک مقبول حج کا ثواب ملنا حدیث شریف سے ثابت ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی کتنی بڑی رحمت ہے۔

سوج حج کا ثواب

اس سے آپ اندازہ لگائیں کہ ماں باپ کا کتنا اونچا مقام ہے، اگر کسی شخص نے صبح سے شام تک سو مرتبہ والدین پر شفقت بھری نظر ڈالی تو اس کو سوج حج کا ثواب انشاء اللہ تعالیٰ ایک ہی دن میں حاصل ہو گیا، اور جہاں والدین اولاد کے ساتھ رہتے ہیں، وہاں تو ہر دم نظر پڑتی ہی رہتی ہے، اولاد کی ماں باپ پر اور ماں باپ کی اولاد پر، بس اولاد کے دل میں ان کی عظمت ہو، ان کا اکرام ہو، ان کا احترام ہو، اور جب بھی نظر ڈالیں تو شفقت سے اور عزت و احترام سے ان پر نظر ڈالیں کہ یہ میرے ماں باپ ہیں، ان کا بہت اونچا مقام ہے، یا اللہ! یہ مجھ سے راضی رہیں، یا اللہ! مجھے ان کی خدمت کی توفیق عطا فرما۔ اس طرح دل کی گہرائی سے جب ان پر

نظر پڑے گی تو ہر نظر پر ایک مقبول حج کا ثواب نامہ اعمال میں درج ہوتا رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اگر ان کی طرف سے کوئی زیادتی بھی ہو تو آدمی برداشت کر لے۔ قرآن کریم میں متعدد جگہ ماں باپ کے حقوق کا بیان ہے، احادیث طیبہ میں بھی جگہ جگہ ماں باپ کے حقوق کا بیان ہے، ان سب کا بیک وقت بیان کرنا آسان نہیں، ہاں تھوڑا سا بیان ہو سکتا ہے۔

والدین کے چند حقوق

جو آیت میں نے تلاوت کی ہے، اس میں ماں باپ کے چند حقوق بیان ہوئے ہیں پہلے تو اللہ پاک نے اپنی توحید کے بیان کے ساتھ ماں باپ سے اچھا سلوک کرنے کا ذکر فرمایا، جس سے اس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ دیکھو ماں باپ کا اتنا بڑا درجہ ہے کہ ہم نے ان کو اپنے ساتھ ذکر کیا، جس طرح ہماری توحید فرض ہے، ہمیں وحدۃ لا شریک ماننا فرض ہے، ماں باپ کا حق پہچاننا بھی ضروری ہے، ان کا مرتبہ اور مقام جاننا بھی ضروری ہے، اور ان کے ساتھ اچھا سلوک اور اچھا برتاؤ کرنا بھی ضروری ہے۔ لہذا والدین کا پہلا حق یہ ہے کہ آدمی ساری زندگی اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا

سلوک اور اچھا برتاؤ کرے، بدسلوکی، بدتمیزی، بدتہذیبی، نافرمانی، ستانے اور پریشان کرنے سے پرہیز کرے۔ والدین کے ساتھ اچھا سلوک فرض ہے، بدسلوکی حرام ہے، آگے اسی کی تفصیل ہے۔ اور پھر خاص طور سے ان کے بڑھاپے کے زمانہ کا ذکر فرمایا ہے۔

جوانی میں تو ماں باپ قوی ہوتے ہیں اولاد پر غالب ہوتے ہیں، اولاد ان کے تابع ہوتی ہے، ماتحت ہوتی ہے، اس لئے وہاں ماں باپ کی زیادہ نافرمانی اور حق تلفی نہیں ہوتی، اور اس وقت بھی اولاد پر ماں باپ کی جائز امور میں اطاعت ضروری ہے اور جائز امور کے اندر ان کی نافرمانی ناجائز ہے اور بڑا گناہ ہے اور اس وقت بھی ان کی اطاعت و فرمانبرداری اور خدمت اولاد کے ذمہ ہے۔

لیکن جب کسی کے ماں باپ بوڑھے ہو جائیں، ضعیف ہو جائیں، کمزور ہو جائیں، کمانے کھانے کے قابل نہ رہیں، یا خاص طور سے جب بیمار ہو جائیں اور وہ اولاد کی خدمت کے محتاج ہو جائیں، اس وقت اولاد کا امتحان ہوتا ہے کہ کون اس وقت ماں باپ کا احترام کرتا ہے، عزت کرتا ہے، خدمت کرتا ہے اور فرمانبرداری کرتا ہے اور ان کا دل خوش کر کے ان سے دعائیں لیتا ہے۔

جس نے ماں باپ کی بڑھاپے میں اس طرح خدمت کی کہ ان کو خوش کر کے ان سے دعائیں لے لیں، بس وہ امتحان میں پاس ہو گیا، اس نے میدان جیت لیا، اس نے اپنی آخرت بنالی، اور جس نے یہ امتحان پاس نہ کیا وہ فیل ہو گیا۔

بچپن اور پچپن

بڑھاپے میں اکثر آدمی کا مزاج چڑچڑا ہو جاتا ہے اور کچھ آدمی کی طبیعت عجیب سی ہو جاتی ہے، یا یوں کہئے کہ بچپن اور پچپن ایک جیسا ہو جاتا ہے، بچپن میں جو عادتیں ہوتی ہیں وہ بڑھاپے میں واپس آ جاتی ہیں، البتہ اتنا فرق ہے کہ بچہ کی عادتیں پسند ہوتی ہیں اور بوڑھے کی ناپسند ہوتی ہیں۔

ایک بوڑھے کا عبرتناک واقعہ

اسی موضوع پر ایک مرتبہ حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے بیان فرماتے ہوئے ایک قصہ سنایا تھا، جو یہ ہے:

ایک شخص تھا، جب وہ بوڑھا ہو گیا اور بیٹا جوان ہو گیا تو جوان ہونے کے بعد ایک مرتبہ بیٹا باپ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور کسی کام میں مشغول تھا، باپ معذور تھا، وہ چار پائی پر بیٹھا ہوا تھا، بڑھاپے میں نظر بھی نہیں آتا اور سمجھ میں بھی نہیں آتا، تو دیوار پر ایک

کو آ کر بیٹھا، تو باپ نے پوچھا بیٹا یہ کیا ہے؟ بیٹے نے کہا ابا کو آ ہے،
 تھوڑی دیر کے بعد پھر اس نے پوچھا بیٹا یہ کیا ہے؟ بیٹے نے کہا کہ
 ابھی تو بتایا تھا کو آ ہے، تھوڑی دیر میں پھر پوچھا بیٹا یہ کالا کالا سا کیا
 ہے؟ ابھی تو بتایا تھا کو آ ہے، باپ خاموش ہو گیا، پھر پوچھا یہ کالا کالا
 سا کیا ہے بیٹا؟ اب بیٹا غصہ میں بولا کہ آپ کا دماغ چل گیا ہے،
 ابھی تو بتایا تھا کہ کو آ ہے، پانچویں مرتبہ پھر بڑے میاں نے پوچھ لیا،
 بیٹا یہ کیا ہے؟ اب تو بیٹا مرنے مارنے کے لئے تیار ہو گیا کہ آپ کا
 دماغ چل گیا ہے اور یہ ہو گیا وہ ہو گیا اور یہ ہے اور وہ ہے، سمجھ میں تو
 کچھ آتا نہیں، نظر آتا نہیں، بتا تو دیا ہے ہزار مرتبہ کہ کو آ ہے۔

جب بیٹے نے اس قدر بدتمیزی کا برتاؤ کیا اور غصہ اور
 ناراضگی کا اظہار کیا تو باپ کچھ زیادہ ہی ہوشیار تھا، وہ اٹھا اور اندر
 جا کر ایک پرانی ڈائری اٹھا کر لایا، جس میں بیٹے کی تاریخ ولادت
 لکھی ہوئی تھی، ڈائری نکال کر اس کا ایک صفحہ کھولا اور کہا بیٹا ذرا یہ
 پڑھ کر دیکھو، اس میں لکھا ہوا تھا کہ فلاں دن اور فلاں تاریخ کو میں
 اور یہ میرا اکلوتا بیٹا ایک ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں دیوار پر
 ایک کو آ کر بیٹھا، اور اس نے مجھ سے پوچھا کہ ابا یہ کیا ہے؟ میں
 نے کہا بیٹا کو آ ہے، پھر اس نے پوچھا کہ ابا یہ کیا ہے؟ میں نے کہا بیٹا

کو آہے، پھر اس نے پوچھا کہ ابا یہ کیا ہے؟ میں نے کہا بیٹا کو آہے۔
 پچیس مرتبہ اس نے پوچھا، میں نے ہر مرتبہ پیار سے جواب دیا، بلکہ
 اس کا یہ پوچھنا ہی مجھ کو بہت بھلا معلوم ہو رہا تھا۔ باپ نے یہ واقعہ
 بتا کر کہا کہ دیکھو باپ اور بیٹے میں یہ فرق ہوتا ہے، یہ تیرا جواب
 ہے اور وہ میرا جواب تھا تو پانچ مرتبہ میں ہی مارنے کے لئے تیار
 ہو گیا، اور میں پچیس مرتبہ میں بھی پیار کرتا رہا۔ اسی لئے میں کہتا
 ہوں کہ بچپن اور بچپن کچھ ایک ہی جیسا ہوتا ہے۔
 اولاد کو والدین کی تکالیف کا اندازہ نہیں

تمہیں کیا معلوم ہے کہ ماں باپ نے بچپن میں تمہارے
 ساتھ کیسا پیار کا معاملہ کیا تھا، اور تمہارے کیسے کیسے ناز و نخرے سہے
 تھے، اور کیسی کیسی تکلیفیں برداشت کی تھیں اور تمہارے کتنے ہی انگنت
 سوالوں کا جواب دیا تھا اور ہر سوال کا جواب پیار و محبت سے دیا تھا،
 اور آج تم پانچ مرتبہ کے سوالوں پر چراغ پا ہو گئے اور یوں ڈانٹنے
 لگے اور اس طریقہ سے غصہ اور ناراضگی کا اظہار کرنے لگے۔

آج کل حقیقت حال یہی ہے کہ ماں باپ کی نرمی بھی
 اولاد سے برداشت نہیں ہوتی، غصہ اور ناراضگی تو کون برداشت
 کرے گا، ماں باپ اگر آج شفقت و محبت سے اپنی اولاد سے کہتے

ہیں کہ فلاں گناہ نہ کرو، نماز جماعت سے پڑھ لیا کرو، ماحول خراب ہے باہر مت نکلا کرو، کوئی سننے کے لئے تیار نہیں ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ اگر وہ ذرا سی ناراضگی کا اظہار کر دیں تو اولاد مرنے مارنے کے لئے تیار ہو جاتی ہے۔

بہر حال! والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم ہے، خاص طور سے جب وہ بڑھاپے کی حالت کو پہنچ جائیں، اس وقت ان کی کسی بات پر چین بکسیں ہونا، پیشانی پر شکن لانا، تیور بدلنا، آنکھوں یا چہرہ سے غصہ کا اظہار کرنا، یا زبان سے اُف تک کہنا، یاد رکھئے! ان سب کی ممانعت ہے، ان کی کوئی گنجائش نہیں، والدین کو ڈانٹنا ڈپٹنا، تنبیہ کرنا، خدا نخواستہ مارنا پیٹنا، یہ تو بالکل ہی حرام ہے۔

ہمارے معاشرے میں ماں باپ کو مارنے، ستانے، پریشان کرنے، ان کے سامنے زبان چلانے، ترکی بترکی جواب دینے کے واقعات سامنے آتے رہتے ہیں اور ہمارے معاشرے میں عام ہو رہے ہیں۔ جبکہ قرآن شریف میں یہ فرمایا:

فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍ وَلَا تَنْهَرُهُمَا۔

(سورہ بنی اسرائیل، آیت ۲۳)

ان کو اف بھی نہ کہو اور ان کو جھڑکو بھی نہیں۔ اگر انہوں نے کوئی ایسی

بات کہی ہے کہ تم اس کے جواب میں اُف وغیرہ کہہ سکتے ہو تو تم اس کے جواب میں وہ بھی نہ کہو بلکہ خاموش رہو۔

وَلَا تَنْهَرُ هُمَا۔

اور ان کو ڈانٹو بھی نہیں، تنبیہ بھی نہ کرو اور مارنا پیٹنا تو دور کی بات ہے۔

جوانی اور متکبر کا حال

عام طور سے جوانی کے اندر آدمی میں اکڑفوں زیادہ ہوتی ہے، اللہ بچائے، اور آدمی کمزور کے سامنے زیادہ اکڑتا ہے، متکبر کو اکڑ کر چلنے کا شوق ہوتا ہے، اور یہ بھی خواہش ہوتی ہے کہ کوئی مجھے دیکھے تاکہ پتہ چلے کہ کون گزرا؟ اور وہ کچھ تعریف بھی کرے، متکبر تو خود ہی تعریف کا خواہاں ہوتا ہے، اگر کوئی تعریف نہ کرے تو تعریف کرانے کا خواہاں ہوتا ہے، اللہ بچائے۔

ایک آدمی ایک بزرگ کے پاس سے گزرا اور اکڑتا ہوا گزرا، انہوں نے ان کی طرف کوئی توجہ نہ کی کہ کون گزرا، اس نے پوچھا معلوم بھی ہے کہ آپ کے پاس سے کون گزرا؟ انہوں نے کہا کہ ہاں مجھے معلوم ہے کون گزرا؟ کہا کون گزرا؟

جواب دیا کہ وہ شخص جس کا اوّل ناپاک قطرہ ہے اور آخر ایک مردار لاشہ ہے اور درمیان میں اس کے پیٹ میں پاخانہ، مثانہ میں پیشاب اور رگ رگ میں ناپاک خون بھرا ہوا ہے، گویا اس کی یہ حقیقت بیان فرمادی کہ تیری پیدائش ایک ناپاک قطرہ سے ہے، تیرا انجام ایک مردار جسم ہے اودان دونوں کے درمیان جسم میں نجاست لئے پھرتا ہے، وہ سن کر شرمندہ ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان کس بات پر اگڑے اور اترائے، اور کس بنا پر خود کو بڑا سمجھے؟ وہ بہر حال میں حقیر و ذلیل ہے، بڑائی کی اس میں کوئی بات نہیں، بڑائی صرف اور صرف حق تعالیٰ کے لائق ہے۔

بہر حال والدین کے بارے میں حق تعالیٰ کے ارشاد کا حاصل یہ ہے کہ ان کے سامنے اپنے آپ کو عاجز اور پست بنا کر رکھو، بیشک تم طاقتور سہی، قوی سہی، جوان سہی، لیکن مرتبہ میں تم ان کے برابر نہیں، لہذا ان کے سامنے عاجز بنے رہو، غلاموں، تابع داروں اور فرمانبرداروں کی طرح رہو۔

وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ
اور یہ تمہارا ان کے سامنے عاجزی کرنا، انکساری
اختیار کرنا اور پستی اختیار کرنا بھی ازراہ شفقت

و مہربانی ہو کہ یہ میرے ماں باپ ہیں۔

اور صرف یہ نہیں کہ ظاہر میں ان کے سامنے عاجزی سے رہو بلکہ دل سے بھی ان کے لئے دعائیں کرتے رہو،

رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيْنِي صَغِيرًا

جب اولاد ان کو یہ دعا دے گی اور ان کی تابعدار رہے گی اور خدمت کرے گی تو ایسے شخص کو والدین کی دلی دعائیں ملیں گی، اور جسے ماں باپ کی دلی دعائیں مل گئیں تو انشاء اللہ اس کی دنیا و آخرت سنور جائے گی، اللہ پاک والدین کی خدمت کرنے کی توفیق عطاء فرمائے، آمین۔

والدین کی دعا کا عجیب واقعہ

ماں باپ کی دعا کا ایک عجیب و غریب واقعہ یاد آیا جو نزہۃ البساتین میں لکھا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی آئی کہ سمندر کے کنارے پر جاؤ اور ہماری قدرت کا ایک عجیب نمونہ دیکھو! حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے ہمراہ انسان و جنات کو لے کر وہاں پہنچے اور دائیں بائیں دیکھا مگر کوئی خاص چیز نظر نہ آئی، تو آپ نے ایک جن کو حکم دیا کہ تم اس سمندر میں غوطہ لگاؤ اور اندر کی صورتحال سے مجھے آگاہ کرو، اس نے غوطہ لگایا اور کچھ دیر کے بعد

اوپر آیا اور عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی! میں نے اس سمندر میں پے
 درپے غوطے لگائے مگر اس کی تہہ تک نہ پہنچ سکا اور جہاں تک میں گیا
 کوئی خاص چیز مجھے نظر نہ آئی۔ آپ نے دوسرے جن کو حکم دیا کہ تم
 سمندر میں غوطے لگاؤ اور اندر کے حال سے مطلع کرو، اس نے بھی
 غوطہ لگایا اور باہر آ کر وہی جواب دیا جو پہلے جن نے دیا تھا کہ اس
 نے پہلے جن سے دو گنا غوطے لگائے لیکن سمندر کی تہہ تک وہ بھی نہ
 پہنچ سکا اور واپس آ گیا، اور عرض کیا کہ حضرت وہاں مجھے کچھ
 نہیں ملا، حضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر تھے ”آصف برخیا“
 آپ نے ان کو حکم دیا کہ آپ جائیے اور اندر کا حال بتلائیے، وہ گئے
 اور تھوڑی ہی دیر میں سمندر کی تہہ سے ایک سفید قبہ نکال کر لائے،
 جو بالکل گول تھا، جس میں چار دروازے تھے اور چاروں دروازے
 کھلے ہوئے تھے، ایک ان میں موتی کا تھا، ایک یا قوت کا، ایک زمرد
 کا اور ایک ہیرے کا، ان چاروں کے چار دروازے بنے ہوئے تھے
 اور چاروں دروازے کھلے ہوئے تھے، لیکن پانی کا ایک قطرہ اندر
 نہیں گیا تھا، حالانکہ وہ سمندر کی تہہ میں تھا، اللہ تعالیٰ کی قدرت
 دیکھئے!

آصف برخیا نے جب حضرت سلیمان علیہ السلام کے

سامنے یہ قتبہ حاضر کیا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے دیکھا کہ اندر قالین بچھا ہوا ہے اور ایک خوبصورت جوان اس میں نماز پڑھ رہا ہے، جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو حضرت سلیمان علیہ السلام اندر تشریف لے گئے اور اس سے جا کر ملے اور سلام کیا، اور دریافت فرمایا کہ آپ یہاں کیسے آئے؟ کس چیز نے آپ کو یہاں پہنچایا؟

اس نو جوان نے عرض کیا کہ حضرت! میں اپنے ماں باپ کی دُعا کی بدولت یہاں آیا ہوں، میرے ماں باپ دونوں کے دونوں معذور تھے، میری ماں نابینا تھی اور میرے والد آپا جج تھے، میں نے ستر برس ان کی خدمت کی، میرے سوا ان کا کوئی خدمتگار نہ تھا، لہذا رات دن میں ان کی خدمت کرتا تھا، جب میری والدہ کے انتقال کا وقت قریب آیا تو میری والدہ نے ایک دعا دی کہ!

”یا اللہ! میرے بچے کو عمر دراز عطا فرما اور اس کو

ساری عمر اپنی عبادت میں گزارنے کی توفیق عطا

فرما۔“

اور میری ماں کا انتقال ہو گیا، پھر میں والد صاحب کی خدمت میں لگا رہا، جب ان کے انتقال کا وقت قریب آیا تو انہوں نے بھی انتقال سے پہلے مجھے ایک دعا دی کہ:

”یا اللہ میرے بیٹے کو ایسی جگہ عبادت کی توفیق

دینا جہاں شیطان کا عمل دخل نہ ہو۔“

جب میرے والد صاحب کا بھی انتقال ہو گیا اور میں ان کو دفن کر کے آیا تو میرے پاس سوائے آنسوؤں کے کچھ نہیں تھا، دل میں سوچنے لگا کہ اب گھر میں کون ہے جس کے پاس جاؤں گا، میں بہت ہی اداس اور غمگین اس سمندر کے کنارہ آیا تو دور سے مجھے یہ قبہ نظر آیا، مجھے تجسس پیدا ہوا کہ یہ کیا چیز ہے؟ چنانچہ دیکھنے کے لئے قریب آیا تو یہ بڑا خوبصورت تھا، چنانچہ میں اس کی خوبصورتی دیکھنے کے لئے اندر آیا تو ایک فرشتہ نے اٹھا کر سمندر کی تہہ میں رکھ دیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا کہ تم زندہ ہو، کھانا پینا کہاں سے ہوتا ہے؟

اس نے کہا کہ حضرت! ایک سبز پرندہ روزانہ میرے پاس آتا ہے اور اپنی چونچ میں انسان کے سر کے برابر ایک زرد رنگ کی چیز کھانے کی لاتا ہے، میں اسے کھا لیتا ہوں، اس میں دنیا کی ساری نعمتوں کا ذائقہ آ جاتا ہے، اس کے کھانے کے بعد چوبیس گھنٹہ تک نہ مجھے بھوک لگتی ہے نہ پیاس لگتی ہے، نہ تکلیف ہوتی ہے نہ بیماری ہوتی ہے، نہ تھکن ہوتی ہے، نہ سستی ہوتی ہے، کچھ بھی نہیں ہوتا،

یہاں تک کہ یہاں اکیلا پن بھی محسوس نہیں ہوتا، نہ تنہائی کی وحشت محسوس ہوتی ہے، بالکل تندرست توانا چاق و چوبند ہو جاتا ہوں۔

حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دریافت فرمایا کہ تم

کس زمانہ میں یہاں آئے تھے؟ اس نے کہا کہ میں حضرت ابراہیم

علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں یہاں آیا تھا، میں ان کا امتی ہوں،

حضرت سلیمان علیہ السلام نے تاریخ دیکھی تو دو ہزار سال ہو چکے تھے۔ وہ

بالکل جوان تھا، اس کے سر کا ایک بال بھی سفید نہیں ہوا تھا اور

عبادت میں مشغول تھا، باپ کی دعا بھی خوب لگی اور ماں کی دعا بھی

خوب لگی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: کیا تم چاہتے ہو کہ

ہمارے ساتھ چلو یا ہم تمہیں تمہاری جگہ پہنچا دیں؟ اس نے کہا نہیں

مجھے اپنی جگہ پہنچا دیں، چنانچہ آپ نے آصف برخیا سے فرمایا

کہ انہیں ان کی جگہ پہنچا دو، چنانچہ انہوں نے پہنچا دیا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ ماں باپ کی دعا کا

اثر دیکھو کہ کس طریقہ سے اللہ پاک نے اسے کہاں پہنچایا ہوا ہے اور

اپنی عبادت میں لگایا ہوا ہے، نہ کھانے کی فکر، نہ پینے کی فکر، نہ کوئی

بیماری نہ کوئی غم، سارے غموں سے نجات پا گیا، لہذا اپنے ماں باپ

کی نافرمانی سے بچو اور ان کو ستانے سے پرہیز کرو اور ان کی خدمت

کر کے ان سے دعائیں لو!

عبرت ناک واقعہ

ایک عبرت ناک واقعہ ہمارے ایک بزرگ نے سنایا تھا کہ جیسے دعا سے آدمی کو بڑا عالی مقام ملتا ہے، ایسے ہی والدین کی نافرمانی اور ایذا رسانی سے نجانے کیا انجام ہوتا ہے۔

ایک ماں تھی اور ایک ہی اس کا بیٹا تھا، ماں بیچاری بیمار تھی اور بیٹے کے سوا اس کا کوئی خدمت گار نہیں تھا، بیٹا رات دن ماں کی خدمت کرتا، لیکن جب بھی حج کا زمانہ آتا تو اس کا حج کرنے کو بہت دل چاہتا، اور وہ اپنی والدہ سے کہتا کہ امی جان! آپ مجھے حج کرنے کی اجازت دے دیں، والدہ کہتی بیٹا! تیرے سوا میرا کوئی خدمت کرنے والا اور دھیان کرنے والا ہے نہیں، میں تجھے کیسے اجازت دے دوں، حج میں کوئی دو دن تو لگتے نہیں، اچھا خاصا وقت لگتا ہے اور تمہارے پیچھے میرا کیا بنے گا؟

بہر حال! ماں یہی کہتی رہی کہ بیٹا! جب تک کوئی متبادل انتظام نہیں ہوتا صبر کرو، جب موقع ملے چلے جانا، لیکن بیٹے کو جانے کا شوق ہوتا تھا، آخر ایک دن اتنا شوق ہوا کہ والدہ کو بتائے بغیر ہی

گھر سے نکل گیا۔ اس زمانہ میں قافلے حج کے لئے جایا کرتے تھے اور لوگ انہی کے ساتھ چل دیا کرتے تھے، تو وہ ایک قافلہ کے ساتھ چل دیا، ایک دو منزل کے بعد قافلہ نے کسی شہر کے باہر قیام کیا اور قافلہ والے شہر میں اپنی اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے چلے گئے، چنانچہ بیٹا خود اپنا واقعہ بیان کرتا ہے کہ میں بھی کسی مسجد میں جا کر عبادت میں مشغول ہو گیا، رات کو میں عبادت میں مشغول تھا کہ شہر میں چوری ہو گئی اور تھانیدار نے پولیس کو چور پکڑنے کے لئے روانہ کر دیا، پولیس والے مسجد میں بھی آئے، انہوں نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا تو کہا چور یہی ہے، اور نماز کے بہانے اپنی جان چھڑانا چاہتا ہے، اور مجھے گرفتار کر کے تھانیدار کے سامنے پیش کر دیا، وہ بھی کوئی جلا دقلم کا آدمی تھا، اس نے لوگوں پر زعب اور اپنی دھاگ بٹھانے کے لئے میرے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کٹوا دئے، اور میرے دھڑ کو ایک ریڑھی پر رکھ کر منہ کالا کر کے شہر میں گھمایا کہ جو بھی چوری کرے گا اس کا یہ انجام ہوگا، اور ساتھ ساتھ ایک آدمی اعلان کرتا گیا کہ دیکھو جو چوری کرے گا اس کا یہ انجام ہوگا۔ میں نے کہا نہیں بلکہ یہ اعلان کرو کہ جو ماں کی اجازت کے بغیر حج کرنے جائے گا، اس کا یہ انجام ہوگا، جب بار بار یہ اعلان کیا گیا تو لوگ

مجھے پہچان گئے، کیونکہ یہ ماں بیٹے عبادت اور بزرگی کے اندر دور دور تک معروف تھے کہ یہ فلانی کا بیٹا ہے اور اس کی ماں رابعہ بصریہ کی طرح عبادت گزار ہے، اور یہ بھی بڑا ہی نیک اور صالح بندہ ہے۔ لوگوں نے ایک دم تھانیدار کا گھیراؤ کر لیا کہ کم بخت تو نے ان بزرگ کے ساتھ یہ کیا زیادتی کی؟ اسے معلوم ہوا تو وہ بھی کانپ گیا اور معافی مانگنے لگا اور توبہ کرنے لگا، خیر میں نے اسے معاف کیا اور میں نے کہا کہ مجھے میری ماں کے پاس پہنچا دو، اور میری ماں کو اطلاع نہ کرنا کہ تیرا بیٹا آیا ہے، بلکہ مجھ کو لے جا کر میری ماں کے گھر کے دروازے کے پاس رکھ دینا، کیونکہ اس کے اب نہ ہاتھ تھے نہ پیر تھے۔

لوگوں نے میرے کہنے کے مطابق میری ماں کے جھونپڑے کے پاس مجھے رکھ دیا اور میں تکلیف سے کرا بنے لگا، میری ماں نے سمجھا کہ شاید کوئی فقیر کھانا مانگنے کے لئے آیا ہے تو میری ماں نے کھانا نکالا اور کہا: لو بابا کھانا لے لو! میں نے آواز دی کہ اماں! میرے تو پیر ہی نہیں ہیں، میں کھانا کیسے لے لوں، وہ آئیں اور میرے پاس کھانا رکھ دیا کہ لو کھانا کھالو، میں نے کہا کہ اماں! میرے تو ہاتھ بھی نہیں ہیں، میں کھانا کیسے کھالوں، جب انہوں نے

تین مرتبہ میری آواز سنی تو پہچان گئی کہ ہائے یہ تو میرا ہی بیٹا ہے، اور پھر وہ اٹھا کر مجھے اندر لے گئیں، ساری رات ماں اور بیٹا روتے رہے اور گڑ گڑا کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہے کہ یا اللہ! جو گناہ مجھ سے ہو گیا ہے، مجھے معاف فرما دیجئے اور ماں کی نافرمانی کا جو وبال مجھ پر آ گیا ہے، اسے دور فرما دیجئے، روتے روتے اور دعا کرتے کرتے دونوں کی آنکھ لگ گئی، سویرے اٹھے تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دونوں ہاتھ اور دونوں پیر صحیح و سالم تھے، ماں باپ کی دعاؤں کا یہ اثر ہے، اس لئے ہمیں ماں باپ کا بڑا احترام کرنا چاہئے۔

ماں اور بیوی دونوں کا حق ادا کریں

حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے اپنے ایک بیان میں بڑی پیاری بات بیان فرمائی تھی، وہ بھی یاد رکھنے کی ہے کہ ماں باپ کا بلاشبہ مقام بڑا اونچا ہے، لیکن ایسا بھی نہ ہو کہ ماں باپ کی محبت کی وجہ سے شوہر بیوی پر ظلم ڈھائے اور بیوی کے ساتھ زیادتی کرے اور اس کی حق تلفی کرے، یہ بھی ناجائز ہے اور ایسے ہی بیوی کی وجہ سے ماں باپ کے ساتھ زیادتی کرنا اور ان کی حق تلفی کرنا اور ان پر ظلم کرنا یہ بھی ناجائز ہے۔

ماں باپ کے حقوق الگ ہیں، بیوی کے حقوق الگ ہیں، دونوں کو ادا کرنا ضروری ہے۔ بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ شوہر ماں باپ کی وجہ سے اپنی بیوی پر ظلم کرتا ہے اور اس کی حق تلفی کرتا ہے اور اس کے ساتھ زیادتی کرتا ہے جو سراسر ناجائز ہے، اس میں بھی آخرت برباد ہوتی ہے، اور ایسے ہی کبھی بیوی کی محبت میں ماں باپ کی نافرمانی کرتا ہے اور ان کے ساتھ زیادتی کرتا ہے، بیوی جو کچھ کہہ دیتی ہے، اسے سچ سمجھتا ہے اور ماں باپ جو کچھ کہہ دیتے ہیں، اسے جھوٹا سمجھتا ہے اور ان کے ساتھ زیادتی اور ان کی نافرمانی کرتا ہے، یہ بھی جائز نہیں، دونوں کے حقوق ادا کرنے کی ضرورت ہے اور دونوں کے حقوق ضروری ہیں۔

گناہ میں والدین کی اطاعت جائز نہیں

البتہ ماں باپ ہوں یا کوئی بھی مخلوق ہو، اللہ تعالیٰ کی

میں کسی کی اطاعت جائز نہیں۔

لہذا اگر ماں باپ کسی کو داڑھی منڈوانے کے لئے کہیں یا گانا گانے یا گانا سننے کے لئے کہیں یا کسی اور ناجائز اور خلاف شرع کام کرنے کا حکم دیں تو اس میں ان کی اطاعت جائز نہیں ہے۔

ادب سے معذرت کر دے کہ میں یہ کام نہیں کر سکتا، لیکن بدتمیزی بھی نہ کرے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی بھی ماں باپ کے کہنے کی وجہ سے نہ کرے۔ ہالہ • دین کی باتیں ہیں جیسے فرائض ہیں، واجبات ہیں یا جائز اور مباح باتیں ہیں، ان میں اگر ماں باپ اولاد کو حکم دیں تو اس کے اندر ماں باپ کی اطاعت اور فرمانبرداری کرنی چاہئے۔

ایذا رسانی سے بچیں

زیادہ تر اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ ہمارے کسی قول و فعل سے اور ہمارے کسی طرزِ عمل سے اشارۃً یا کنایتاً یا صراحتاً کسی بھی انداز سے ماں باپ کو ہم سے تکلیف نہ پہنچے، بلکہ تازندگی اس بات کی کوشش کرتے رہیں کہ ہم اس انداز سے رہیں اور اس انداز سے ان کی خدمت، ان کا احترام اور ان کا اکرام کریں کہ ان کا دل ہم سے باغ باغ رہے اور وہ دل سے ہمیں دعائیں دیں، اللہ تعالیٰ توفیق بخشیں، آمین۔

اداءِ حق کا طریقہ

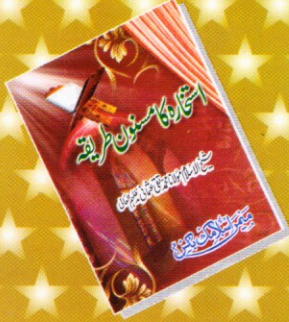
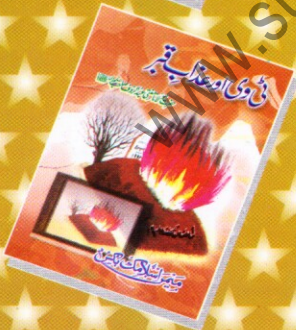
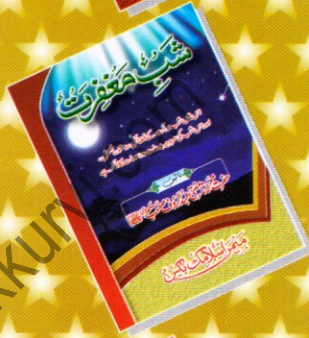
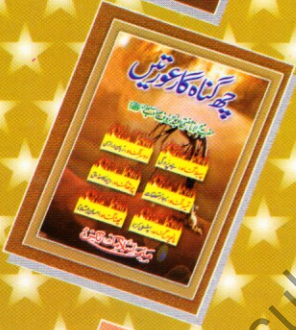
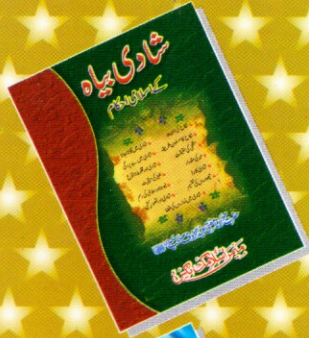
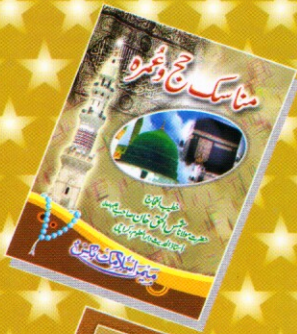
اس کا طریقہ یہ ہے کہ جو کچھ بھی کرنا ہو، اس میں ہمیشہ اہل علم سے اور علماء کرام سے اور اہل فتویٰ حضرات سے مشورہ کرتے

رہیں کہ ہمارے والد صاحب یہ کہتے ہیں تو میں اس معاملہ میں کیا کروں اور میری والدہ یہ فرماتی ہیں تو میں اس بارے میں کیا طرز عمل اختیار کروں؟ کیونکہ علم تو ہمارے پاس ہے نہیں، ہم بے علمی میں نہ جانے کیا کریں اور کیا نہ کریں، تو نہ جاننے والے کا علاج پوچھنا ہے، دریافت کرتے رہیں اور چلتے رہیں اور پوچھ پوچھ کر عمل کرتے رہیں۔ بیوی کے حقوق بھی ہیں، ماں باپ کے حقوق بھی ہیں اور اپنے حقوق بھی ہیں، جن کو ادا کرنا چاہئے، ان سب کے بارے میں دریافت کرتے رہیں، اور دعا کرتے رہیں تو اللہ تعالیٰ مدد فرما ہی دیتے ہیں اور آسانی ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے فضل و کرم سے ماں باپ کا حق پہچاننے کی توفیق دیں اور ان کا حق ادا کر کے ان سے دلی دعائیں لینے کی توفیق عطا فرمائیں، آمین بحرمۃ سید المرسلین و علی آلہ واصحابہ اجمعین۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ

الْعٰلَمِیْنَ



اسٹاکسٹ

میمن بک سیلرز

دکان نمبر 29، نایاب جامع مسجد، ڈاکخانہ، ہلیاقت آباد، کراچی۔

موبائل: 0322-2527212